OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0169, PP: 225-238

ماڈرن ایجوکیشن اور اسلامی نظریہ تعلیم کا تقابلی مطالعہ
(فکرِ اسلامی اور جان ڈیوی کی تصریحات کی روشنی میں)

Comparative Study of Modern Education and Islamic Ideology (In the light of Islamic and John Dewey's descriptions)

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Muhammad Ahmad
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,
GC University Faisalabad
Email: m.ahmad.pk1@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-4169-3769

Dr. Mahmood Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
GC University Faisalabad
Email: mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk
https://orcid.org/0000-0001-8308-9597

Abstract

Every system has every system has some key principles on which it adheres and expresses its distinct identity and provides special results. It differs from other educational systems. This article discusses the philosophy of knowledge in the light of Islamic thought. It also deals with the sources, perspectives and objectives of knowledge as well as the practical status of experience and thinking. Its aims and methods of training and then comparing them with modern education is the main objective. A comparative review of the above topics is presented in the light of the descriptions of John Dewey, a well-known scholar and the founder of Modern Education has aptly clarified the scope of logic in social, material and spiritual sciences. What are the differences and similarities between modern education and Islamic ideology of education and that teaching in Islamic perspective. Modern teaching methods of modern education can be used. A comparison between the fundamentals of modern education and the fundamentals of Islamic theory of education has been clarified and the Islamic view of teaching of basic sciences and social sciences in modern times has been clarified. The philosophy of modern education is based on humanism and seeks to promote it in societies. Therefore, the Islamic ideology of education is not compatible with modern education in any way. Due to this fundamental difference, many phenomena will become different.

Keywords: *John Dewey's Theory of Education, Islamic education, Islamic ideology of Education.*

CC BY

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

جان ڈیوی کی شخصیت اور اس کے تعلیمی نظریات پر کی گئی تحقیقات کی محض انڈیکس باربرا لیوں (Barbara Levine) نے 1488 صفحات میں مرتب کیے ہیں۔ جسے carbondale یونیورسٹی نے Dewey,s Studies کے نام سے شائع کیا۔

جس میں مختلف جہات سے جان ڈیوی کے علمی کام اور تحقیقات کو زیر بحث لایا گیا۔

مذہبی معاشرے اور مذہبی نظریات کے نقطہ نظر سے درج ذیل کام قابل ذکر ہیں:

"Significance of john Dewey for religious interpretation" by royal .G.Hell ,Dewey Hibbert journal

by D Hildebrand " John Dewey's Philosophy of Religion "

by D Hildebrand" John Dewey's Philosophy: Ethical and Religious Aspects"

ان دونوں مضامین میں جان ڈیوی کے تعلیمی نظریات کی تحقیق یہودیت کے تناظر میں کی گئی ہے۔

by Sİ BüyükdüvencI" John Dewey's Impact on Turkish Education"

اس میں واضح کیا گیا کہ یہودیوں نے اپنے نظامِ تعلیم میں جان ڈیوی کے نظریات سے کہاں کہاں پر معاونت لی۔ جان ڈیوی کی دیگر کتب

Democracy and Education (جمہوریت اور تعلیم)

The School and Society By John Dewey

Experience and Education: By John Dewey (تجربہ اور تعلیم)

★التربية في عهد الرسول از حآمد سالم

★ المعلم لرسول ا وأساليبه في التعليم از عبدالفتاح أبو غدة ،

تعارف

نسل نو کی ذہن سازی اور افکار کی تشکیل نو میں تعلیمی نظام خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ کوئی بھی نظام تعلیم محض معلومات فراہم نہیں کرتا بلکہ مخصوص طرز حیات پر ایمان بھی بحال کر رہا ہوتا ہے لہٰذا ہر فلسفہ تعلیم اپنی اساس، مقاصد، نتائج اور طریقہ کار میں دوسروں سے قدرے مختلف نظر آتا ہے گو کہ اس فلسفہ کو تکمیل تک پہنچانے کے دوران کئی گزشتہ سرچشموں سے سیر ابی حاصل کی ہو۔ لیکن اپنی کنہ اور حقیقت میں مختلف ہونے کے باعث نتائج کا ظہور بھی مختلف ہوتا ہے۔ ماڈرن ایجوکیشن سسٹم اور اسلامی نظام تعلیم کو بھی ان کی کنہ اور حقیقت کے اعتبار سے بیان کیا گیا ہے تاکہ واضح رہے کہ معاشرتی رویوں پر ان کے اثرات کس طرح کے مرتب ہوتے ہیں اور مختلف معاشرتی روئیوں کے پس منظر کیا اصول کارفرما ہوتے ہیں۔ ماڈرن ایجوکیشن سسٹم کے متعدد واضعین ہیں لیکن ان میں سے نمایاں کار ڈاکٹر جان ڈیوی ہیں جنہوں نے اپنے تصورات کو معروضی حد تک بیان کرنے کی بجائے عملی طور پر ان کی پریکٹس بھی کروائی ہے اور نتائج مرتب کیے[1]۔

شکاگو یونیورسٹی میں لیبارٹری سکول کی بنیاد جان ڈیوی نے رکھی تھی جو ان کے تصورات کی عملی آماجگاہ تھی[2]۔ انیسویں صدی کے نصف آخر سے تاحال ان کے تعلیمی نظریات کو تمام لبرل معاشروں میں اور خاص طور پر صنعتی معاشروں میں قابل سند

خیال کیا جاتا ہے[3] ۔انسانی نفسیات کو مد نظر رکھ کر تعلیمی سفر کو آگے بڑھانا ان کا خاص طرہ امتیاز رہا ہے ،،ڈیوی نے ایک سو چالیس جریدوں میں سات سو سے زیادہ مضامین لکھے اور تقریبا 40 کتابیں شائع کی ہیں ان کی اہم ترین تحریریں نفسیات پر ہیں جو مزید کاموں کی اساس بنی ہیں[4]۔ ،جان ڈیوی ہی وہ شخصیت ہیں کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کا نظام تعلیم جان ڈیوی کے تعلیمی نظریات سے استفادہ کی بدولت ہے۔

ڈیوی کے ان نظریاتِ تعلیم نے امریکہ کے نظام تعلیم میں ایک انقلاب برپا کیا اور اسے جدید صنعتی تقاضوں کے مطابق بنا دیا۔ پھر امریکہ ہی نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اس کے نئے تعلیمی تصورات نے بہت بڑا اثر ڈالا چنانچہ حکومت ترکی نے اپنے قومی اسکولوں کی تنظیم نو کا کام ڈیوی کے سپرد کیا اور اس نے اس سلسلے میں ایک تفصیلی رپورٹ بھی پیشکش کی اسی طرح چین کی سابق حکومت نے بھی اسے تعلیمی تقریروں کے سلسلے میں دعوت دی اور دو سال تک وہ چین میں اساتذہ کو تعلیمی اصلاح کے سلسلے میں اپنے نظریات پر خطبات دیتے رہے[5]۔ جان ڈیوی کا شمار ماڈرن ایجوکیشن سسٹم کے بانیان میں ہوتا ہے لہٰذا ان متعدد وجوہات کے پیش نظر جدید نظام تعلیم کے متعدد واضحین کی بجائے خاص طور پر ڈاکٹر جون ڈیوی کے نظریات کو ہی لبرل نظام تعلیم کے عکاس کے طور پر لیا گیا ہے۔

اسلامی نظام تعلیم کے حوالے سے یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اسلام جس طرح دیگر نظام ہائے زندگی کے حوالے سے کلیدی اصول، اہم امور اور مطلوبہ اہداف طے کر دیتا ہے پھر ان کی روشنی میں علاقے ، ماحول، افراد کے مزاج کو مدِ نظر رکھ کر نظام تشکیل دینا ہوتا ہے بالکل اسی طرح نظام تعلیم میں بھی کلیدی اصول، اہداف اور مطلوبہ نتائج اور دیگر اہم امور کی طرف توجہ دلا تا ہے مگر ایک خاص لگا بندھا نظام پیش ہر گز نہیں کرتا کیونکہ اسلام ایک علاقائی یا خطائی مذہب نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمگیر دین ہے اس کی عالمگیریت کا تقاضا ہے کہ کسی خاص طے شدہ مرتب و متعین نظام کا پابند نہ کرے کیوں کہ دنیا میں مختلف النسل ، مختلف المزاج، مختلف حوادث والے افراد موجود ہیں جو رنگ ، نسل ، جسمانی صلاحیتوں اور خطے کے موسمی حالات اور رواج واقدار میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسلام اپنے عالمگیر ہونے کی وجہ سے کسی بھی نظام زندگی کے کلیدی اصول اہم امور اور مطلوبہ نتائج کو ہی متعین کرتا ہے۔اور انہی اصولوں کو مد نظر رکھ کر جو بھی نظام یا طریقہ کار طے کر لیا جائے وہ نظام اسلامی ہی کہلائیں گے خواہ وہ طریقہ کار اور ظاہری نظم و نسق میں باہم مختلف ہی کیوں نہ ہو اسلامی نظام تعلیم اور جدید نظام تعلیم کی فکری اساسیات کے مابین اختلاف اور اشتراک کے ادراک کے لئے اس تحقیق کو درج ذیل مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(1) فلسفہ علم ، (2) ماخذِ علم و تناظرِ علم ،

(3) تجربہ اور تفکر کی حیثیت و کردار (4) تربیت کے مقاصد و اسالیب

فلسفہ علم:

فلسفہ علم کی حقیقت اس سوال سے واضح ہو جائے گی کہ دنیا میں کوئی معاشرہ کس قسم کی معلومات کو علم کا درجہ دیتا ہے ؟ کن معلومات کو علم گردانا جاتا ہے؟ واضح رہے جو معاشرہ بھی ہو اس معاشرے میں سب سے اہم مانے جانے والی شے ، اس معاشرے میں مانے جانے والی سب سے اعلی حقیقت کے بارے میں معلومات علم کہلاتی ہیں۔ لہٰذا معاشروں کے تصورِ حیات کے بدل جانے سے علم کی تعریف میں بھی بدلاؤ آئے گا،ایک گروہ کا تصور علم،دوسرے گروہ کے تصور علم سے مغایرت رکھے گا۔

مثلاً ہندو معاشرہ اپنے پنڈت اور عالم ان لوگوں کو جانیں گے جو ان کی کتاب وید اور اس کی تشریحات سے زیادہ واقف ہونگے۔

اسی طرح مسلم معاشرہ اس شخص کو عالم تسلیم کرے گا جو (اعلیٰ ترین حقیقت) اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں یا ان کے کلام واحکام کے بارے میں زیادہ آگاہی رکھتا ہوگا۔

اسی طرح ایک عیسائی معاشرہ اسی کو اپنا عالم تسلیم کرے گا جو بائبل اور اس کی تشریحات سے زیادہ واقف ہوگا۔ان میں سے کسی ایک معاشرے کا اہل علم دوسرے معاشرے کے لیے عالم تصور نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہر معاشرہ صرف انہی معلومات کو علم کا درجہ دیتا ہے جس کو یہ معاشرہ اعلیٰ ترین حقیقت قرار دیتا ہو اسی حقیقت کے بارے میں جانکاری علم کہلاتی ہے اور اسے حاصل کرنے والے کو اہل علم مانا جاتا ہے بالکل اسی طرح مذہبی معاشروں کی طرح سول معاشرہ میں سب سے اہم شے نفس انسانی ہے اور اس کو پر لذت اور پر راحت بنانے کا ذریعہ سرمایہ ہے یعنی بالواسطہ سرمایہ ہی معاشرے کی اہم ترین شے ہے۔

اور سول معاشروں میں سرمائے کی بڑھوتری کے بارے میں جو معلومات مدد فراہم کریں گی وہی علم کہلائیں گی اور انہیں معلومات کو جاننے والے پڑھے لکھے کہلائیں گے۔

لہٰذا معاشروں میں حقیقت اعلیٰ کے تبدیل ہونے سے تصور علم بھی تبدیل ہو جاتے ہیں قرآن و سنت کا عالم مسلم معاشروں میں تو اہل علم سمجھا جائے گا مگر عیسائی معاشرہ، ہندو معاشرہ اور سول کلچر میں اس کی ایسی عزت نہ ہوگی جیسی کہ مسلم معاشرے میں تھی۔ بالفاظ دیگر وہ ان معاشروں میں جاہل ملا کہلائے گا۔ بالکل اسی طرح سول معاشرے میں بھی صرف انہی معلومات کو علم کا درجہ دیا جائے گا جن معلومات کے نتیجے میں انسان کا تمتع فی الارض ہو تاکہ سرمائے کی بڑھوتری کا عمل ہو سکے۔ جن معلومات کے نتیجے میں سرمائے کی بڑھوتری نہیں کی جاسکتی تو وہ علوم، علم کا تلچھٹ سمجھے جائیں گے۔ان کے حامل ان کو اول کا سا درجہ دینے کے لئے تیار نہ ہوگا اصل علم اسی کو خیال کیا جائے گا جس علم کے نتیجے میں انسان مادی طور پر ترقی کر سکتا ہو یا نفس انسان کو مزید پر لطف کیا جاسکتا ہو۔چونکہ ماڈرن ایجوکیشن نظام مغربی افکار کی ترویج اور اسی طرز حیات کے تحفظ کے لیے تشکیل دیا گیا تھا جس کا مطمع نظر محض مادّی ترقی اور سرمائے میں لامحدود اضافہ تھا۔ماڈرن ایجوکیشن کی اساسیات فلسفہ ہیومنزم کے بالکل ہم آہنگ ہیں۔

ماڈرن ایجوکیشن میں علم کسے کہا جائے گا؟ اور معتبر ترین مآخذ علم کیا ہوگا؟ اس کا سمجھنا منحصر ہے فلسفہ ہیومن ازم پر اس لئے ماڈرن ایجوکیشن سسٹم پر بات سے پہلے فلسفہ ہیومنزم ، جدید مغربی نظریات پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے ڈیکارٹ (1650) اس فلسفہِ علم و کا بانی ہے اس نے انسان کی حقیقت یوں بیان کی:

I think therefore I am

میں سوچتا ہوں اس لیے میں ہوں یعنی اس کائنات میں انسان سے زیادہ کوئی ذات بھی حقیقی یقینی اور قابل شرف ہستی نہیں اس نے بالکلیہ ان تمام نظریات کا رد کر دیا جو انسان اپنے سے ماورا کسی بھی مافوق الفطرت ہستی کے وجود کے قائل تھے وہ بھگوان ہو خدا ہو کرشن ہو یا دیگر دیوتاؤں کا تصور ہو کہ انسان ہی اس کائنات کی عظیم ہستی ہے اس کو اپنے اعمال کا جواب اور کسی ہستی یا طاقت کے سامنے نہیں دینا کیوں کہ اس کائنات میں صرف انسان کا وجود ہی حقیقی و یقینی ہے اس کے علاوہ دیگر تصورات جو مختلف گروہوں کے ہیں بھگوان دیوتاؤں یا خدا کے متعلق وہ ذاتیں تو یقینی اور حقیقی نہیں وہ ہستیاں تو نظر سے بھی اوجھل ہیں جن کا

مشاہدہ انسان نہیں کر سکتا اور ان پر تجربہ بھی نہیں کر سکتا باقی رہا تمام مادی اور حسی چیزیں، کیا وہ چیزیں حقیقی اور یقینی ہیں؟ وہ کہتا ہے ان کے بارے میں بھی حتمی رائے قائم نہیں کی جا سکتی کہ وہ حقیقی اور یقینی یا واقعی ہیں بھی یا نہیں شاید کہ میں (انسان) خواب دیکھ رہا ہوں لیکن یہ بات طے ہے کہ خواب میں ہی دیکھ رہا ہوں میرے وجودی اور حقیقی ہونے کے علاوہ باقی ہر ہستی کا وجود غیر یقینی اور غیر قطعی ہے باقی ہر شے کو شک کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے سوائے انسان کے لہٰذا اس کائنات میں صرف انسان کا وجود ہی حقیقی ہے اسی فلسفے کو فلسفہ ہیومنزم کہا جاتا ہے اور اس کو ڈیکارٹ (1650) نے یوں بیان کیا:

I think therefore I am

انسان کے علاوہ ہر شے پر شک کیا جا سکتا ہے لیکن شک کرنے والا تو انسانِ محض ہی ہے لہٰذا کائنات کی اعلیٰ حقیقی و یقینی ہستی صرف انسان ہے اسی فلسفہ ہیومن منزم کے پیش نظر جس طرح اہل مغرب نے جیسے کسی خارجی علم (وحی) کے بغیر دیگر نظام ہائے زندگی معاشرتی، سیاسی اور معاشی سطح پر تشکیل دیے۔ اسی طرح علم التعلیم و تربیت اطفال کا نظام بھی اسی فلسفہ ہیومنزم کے ہم آہنگ کرکے تشکیل دیا گیا ہے۔ لہٰذا ماڈرن ایجوکیشن سسٹم میں تصور علم، ماخذ علم، مقاصد علم اور تربیت کا مفہوم بھی بہت مختلف ہے ان تصورات سے جو فکر اسلامی سے ماخوذ ہیں۔ چونکہ عصر حاضر میں مادی ترقی اور آنکھوں کو چندھیا دینے والی سائنسی ایجادات کا محرک ایجوکیشن سسٹم ہے جس نے انسانیت کے لیے مادی ترقی کی بہت سی راہیں کھولیں اور فنی اعتبار سے کئی ایسی تکنیک اختیار کیں جس کی بدولت علم التعلیم ایک مستقل فن کی شکل اختیار کر گیا۔ لیکن اس سب کے باوجود اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ماڈرن ایجوکیشن سسٹم صرف اپنی خوبیوں کی وجہ سے رائج نہیں ہوا بلکہ حکومتی تسلط کے ذریعے مختلف علاقوں کے رائج شدہ تعلیمی نظاموں کو معطل کرکے ماڈرن ایجوکیشن کو نافذ کیا گیا۔ تاکہ عالمی نظام کے لیے ذہنی ہم آہنگی والے افراد پیدا ہوں۔ برصغیر میں جدید تعلیمی نظام کو نافذ کرنے کے لئے کئی ساری کاوشیں کی گئیں جنوبی ایشیا پر برطانیہ کا تسلط 1947ء تک قائم رہا۔ 1813 سے 1947 تک کے دور میں کئی تعلیمی پالیسیاں بنائی گئیں۔

1813 سے 1835

1835 سے 1854

1854 سے 1882

1882 سے 1904

1904 سے 1929

1929 سے 1947[6]

جس سے برصغیر کا نظامِ تعلیم یکسر تبدیل کر دیا گیا ماڈرن ایجوکیشن اور اسلامی طرز تعلیم میں نظریاتی و اساسی فرق تناظر کی تبدیلی ہے۔

تناظر کی تبدیلی :

اسلامی نظام تعلیم اور ماڈرن ایجوکیشن میں ایک بڑا فرق تناظر کی تبدیلی ہے اسلام میں نظریاتی اور عملی طور پر تعلیم میں دین اور دنیا کی دوئی کا تصور نہیں ہے بلکہ دنیاوی امور کو آخرت کے تصورات کے پیش نظر رکھ کر طے کیا جائے گا۔ اور تمام امور دین و دنیا کو رضا الٰہی کے حصول کی خاطر سرانجام دیا جائے گا۔ حصول علم بھی ایک خاص تناظرِ علم یہاں حاصل کیا جائے گا۔

تناظرِ علم کے تبدیل ہونے کا اثر تعلیمی نظام کے جملہ امور پر پڑتا ہے۔قرآن کی اولین وحی سے اس عقدے کو حل کر دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ"[7]

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"

اقراء یعنی پڑھیں سوال یہ ہے کہ کیا پڑھیں؟ اقراء کا مفعول بہ محذوف ہے قرآن نے یہ واضح نہیں کیا کہ کیا پڑھا جائے۔ قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ تعدد اشیاء ، کثرت اشیاء کی وجہ سے مفعول کو محذوف کر دیا جاتا ہے۔پڑھنے کا عمل کل جن اشیاء پر واقع ہونا تھا وہ بہت زیادہ ہیں۔اس لیے قرآن نے وہاں خاموشی اختیار کی اور ان اس کی وضاحت نہیں کی۔اگلے الفاظ میں پڑھنے کا تناظر اور طریقہ طے کر دیا کہ جو کچھ بھی پڑھا جائے۔ان معلومات کو اس خاص تناظر (الذی خلق یعنی اس شے کو تیرے رب نے ہی پیدا کیا) سے حاصل کیا جائے گا لہٰذا اقرا بسم ربک الذی خلق آیت میں حکم ہے۔ایک مسلمان جو بھی علم حاصل کرے خواہ وقرآن وسنت ہو فلسفہ یا تاریخ ہو، تمام مادی علوم ہوں یا علمِ وحی ہو سنت رسول ہو یا اس کائنات میں رائج اللہ کی ہوں۔

اس کائنات کے بارے میں کچھ بھی پڑھا جائے تو اس تصور کو مسلسل سامنے رکھ کر پڑھا اور پڑھایا جائے گا کہ ان سب کو اللہ نے تخلیق کیا ہے۔ اور اس کے نظام کو اللہ نے ہی تشکیل دیا کیونکہ اسی تناظر سے حاصل شدہ علم کے نتیجے میں معرفت الہیٰ پیدا ہوگی۔جو انسان کی شخصیت سازی میں مثبت کردار ادا کرتے ہوئے ایک اچھے رویے کا مالک انسان بنائے گی۔وگرنہ غیر صحیح تناظر سے حاصل کیا ہوا علم بھی الحاد اور جہالت پھیلاتا ہے۔علم اپنے پڑھنے والے کو جاھل سے اہل علم بنا دیتا ہے جبکہ صحیح تناظر سے ہو۔اور اپنے پڑھنے والے کو جاھل سے ابو جہل بنا دیتا ہے جبکہ تناظرِ علم صحیح نہ ہو۔اسی اہمیت کے پیش نظر معلم اعظم محمد عربی ﷺ پر نازل کی جانے والی کتاب کی اولین آیت میں تناظرِ علم کی اصلاح کر دی گئی۔

ماڈرن ایجوکیشن:

ماڈرن ایجوکیشن سسٹم میں انسان کسی بھی خاص تناظر میں علم حاصل نہ کرے گا۔ کیونکہ اول یہ اصول طے کر لیا گیا کہ کسی بھی اعلیٰ ہستی کی معرفت کے لیے علم حاصل نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ اس کائنات کی اعلیٰ ترین ہستی خود انسان ہے۔ جیسا کہ فلسفہ ہومن ازم میں واضح کیا گیا ہے۔ لہٰذا انسان کسی اعلیٰ ہستی کی اطاعت اور معرفت کے لیے علمی کاوش نہیں کرے گا۔ بلکہ اس موجود یقینی و قطعی ہستی (انسان) کو ہر طرح سے مختار اور آزاد بنانے کیلئے یا اس کے دائرہ آزادی کو مزید وسیع کرنے کیلئے تحقیق و تعلیم کا سفر جاری رکھا جائے گا۔ موجود و محسوس شے کا مطالعہ اس کے خالق تک رسائی کیلئے نہیں کیا جائے بلکہ موجود محسوس شے کا مطالعہ اس لیے کیا جائے کہ اعلیٰ ترین حقیقت انسان کیلئے یہ کس طرح کارآمد اور نفع مند ہو سکتی ہے۔اور انسان کی مادی ترقی میں موجود و محسوس اشیاء کو کس طرح بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔یہی نظریاتی تبدیلی کثیر ایجادات کا محرک بنی اور سرمایہ دارانہ نظام نے اس محرک کو مزید فعال بنایا۔یہی وجہ ہے علم میں تحقیق پہلے بھی ہوتی تھی مگر ایجادات اس طرح نہیں ہوتی تھیں۔

تعلیم و تعلّم کا مطمع نظر اخلاقیات و تزکیہ نفوس میں بہتری کی بجائے محض مادی ترقی ہی پیش نظر رہ گیا۔

ماخذ علم:

جان ڈیوی کے نزدیک حقیقت شناسی اور ادراکِ حق کے لئے جو ماخذ علم استعمال ہوگا وہ صرف دو ہیں حواس خمسہ اور عقل۔اور ان دونوں کی بنیاد پر نتائج حاصل کرنے کے لئے طریقہ کار تجربہ ہی ہو سکتا ہے جب کہ فکر اسلامی کی روشنی میں جو نظامِ تعلیم پیش کیا گیا ہے ہےاس میں کسی حقیقت کے بارے میں جاننے کے لیے دو کی بجائے تین ذرائع ہوں گے

حواس خمسہ، عقل ور وحی ہیں

اس بنیادی فرق کاایک مظہر یہ بھی ہے کہ ماڈرن ایجوکیشن میں علم یہ انسان کا عمل ذاتی ہےاور انٹرنل معاملہ ہے۔

یایوں کہہ سکتے ہیں کہ حقیقت اور حق خود کچھ نہیں ہوتا بلکہ جس شے کو حقیقت یا حق انسان خود سمجھ لے بس اس کی لیئے وہی حقیقت ہے اور وہ ہی حق شمار ہوگا۔اس طریقہ کار سے حقیقت جو کہ ایک طے شدہ امر ہے اس کو موہوم قرار دینالازم آتا ہے۔مقصدیت کی بجائے صرف مصروفیت کو مدنظر رکھا جائے گا فکر اسلامی میں کسی شے کی حقیقت کے بارے میں جاننے کے لیے لئے درج ذیل ماخذ علمی طے کئے گئے ہیں.

حواس خمسہ ، عقل اور وحی علی ھذا الترتیب اول کے تمام ہونے سے ثانی ماخذ علم اس کی تکمیل کرتا ہے۔یعنی ابتدائی نوعیت کا علم انسان حواس خمسہ سے حاصل کرتا ہے۔اور بے شمار معلومات ان حواس کے ذریعہ سے کرتا ہے

آیت:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا" [8]

"بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

الحدیث:

حدثنا محمد بن عبد الأعلى، قال: ثنا محمد بن ثور، عن معمر، عن قتادة (وَلا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ) قال: لا تقل رأيت ولم تر، وسمعت ولم تسمع، وعلمت ولم تعلم. [9]

اس آیت سے بھی واضح ہے کہ ان ذرائع علم کو مطلق العنان خیال نہ کیا جائے یا ان سے حاصل شدہ معلومات خود کسوٹی یا ترازو نہیں ہے بلکہ ان کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔انسان حواس خمسہ سے ایک حدتک علم حاصل کرتا ہے اس کے بعد دوسرا ذریعہ علم یعنی عقل سے انسان چیزوں کی حقیقت کے بارے میں جانکاری حاصل کرتا ہے۔قرآن مجید نے حواس خمسہ اور عقل سے حاصل کیے جانے والے علم کے تناظر کو خاص طور پر بیان کیا۔تاکہ علم معرفت اشیاکے ساتھ ساتھ معرفت الہی کا بھی سبب بنے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ"[10]

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔"

چونکہ جان ڈیوی اور دیگر مفکرین مغرب کے نزدیک ماخذ علم صرف نفسِ انسانی ہی ہے۔لہٰذا انسانی کوششوں کے نتیجے میں حاصل کی گئ معلومات جن پر تجربہ بھی کیا جاسکتا علم کا درجہ رکھیں گے موصوف نے حصول علم کے لئے تجربے کو بنیاد قرار دیا ہے۔اور جس شے پر تجربہ ممکن نہ ہو اس کو علم کی تعریف سے نکال دیا گیا۔

جان ڈیوی علم کی تعریف یہ کرتے ہیں :

تعلیم تجربے کی اس تعمیر نو اور تنظیم نو کا نام ہے جو تجربے کے مفہوم میں مزید اضافے کا سبب بنتی ہے اور تجربہ کے لئے راستہ متعین کرنے کی قابلیت بڑھا دیتی ہے۔ [11]

بہر حال اول ذریعے سے حاصل شدہ معلومات میں امکان خطا کا شائبہ ہمیشہ رہے گا۔ انسانی زندگی جو کہ انسان کو صرف ایک دفعہ ودیعت کی جاتی تھی۔ اس زندگی کی اخلاقی تہذیبی سرگرمیوں کو سرانجام دینے کے لئے وحی پر ایماء کروایا گیا جو امکان خطا سے پاک ہے۔

قال اللہ تعالی:

"الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ" [12]

"الم یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔"

فکر اسلامی میں بھی تحصیل علم کے لیے حواس خمسہ اور عقل کو درست ذریعہِ علم قرار دیا گیا ہے لیکن اس کا ایک دائرہ کار ہے۔ جس کے اندر رہتے ہوئے ان علوم کی تشریح و تعبیر کی جائے گی چند وہ دلائل پیش کیے جاتے ہیں جس سے واضح ہو کہ شریعت میں بھی بطور ماخذ علم حواس خمسہ و عقل کو تسلیم کیا گیا ہے۔ جب عقل اور حواس خمسہ کے ذریعے ایک محدود علم تک رسائی ممکن ہے تو لازمی طور پر کوئی ایسا ذریعہ علم بھی ہونا چاہیے جو عقل اور حواس خمسہ سے ہو ماورا ہو جو انسانیت کے لیے اخلاق اور تہذیب کی بنیاد فراہم کر سکے۔ اس لیے عموماً قرآن مجید میں صرف انہی حقیقتوں کے بارے میں زیادہ تر آگاہ کیا گیا ہے جن تک محض عقل و حواس سے رسائی ممکن نہ تھی اور نہ ہی انسان ان بیشتر حقیقتوں کو تجربے سے ثابت کر سکتا تھا۔

مثلاً فرشتے، جن، دوزخ، جنت آخرت وغیرہ، قرآن مجید مادی معلومات میں بھی ایک فن کے انتہا کی خبر جہاں تک عقل کی رسائی از حد مشکل ہو اس کو بطور مثال ذکر کر دیتا ہے، لہٰذا فکر اسلامی کی روشنی میں ماخذِ علم تین ہیں: حواس خمسہ، عقل، وحی الٰہی جب کہ جان ڈیوی کے نزدیک علم کا منبع صرف نفس انسانی ہے۔

تعلیم و تربیت:

ماڈرن ایجوکیشن سسٹم میں بھی انسانی شخصیت میں مثبت تبدیلی لانے کیلئے اور اس کے تعلیمی عمل کو مزید موثر بنانے کے لیے تربیت کرنا نہایت ضروری ہے۔ تاہم تربیت کا مفہوم عملی مشق ہے یا کسی عمل کو بار بار دھرانا کے عمل میں یعنی وہ عمل جو بچے کی عادت کا حصہ بن جائے۔ تربیت کہلائے گا۔ جبکہ فکر اسلامی کی روشنی میں دیکھا جائے تو تعلیمی عمل دو حصوں (تعلیم و تربیت) کی بجائے تین حصوں میں منقسم ہوتا۔

تعلیم ------- تزکیہ -------- تربیہ

تعلیم جب صحیح تناظر میں رہ کر دی جاتی ہے۔ تو لازمی نتیجہ کے طور پر للٰہیت خدا خوفی تعلق مع اللہ بیدار ہوتا ہے۔ یہی چیز فرد کے تزکیہ نفس کا باعث بنتی ہے۔ پھر اس مزکی (تزکیہ شدہ) کی انتہائی پختہ عادات و اطوار جس کو وہ اپنی خوشی سے اختیار کرے تربیت کہلائے گی۔

واضح رہے کسی عمل کو زبردستی یا کسی نظام کے مسلط کرنے سے کسی فرد کا اس نظام کے مطابق چلتے رہنا بھی تربیت نہیں کہلاتا۔

جان ڈیوی تربیت افعال کیلئے ضروری خیال کرتے ہیں کہ کسی عمل کو بچے کی عادت کا حصہ بنانے کیلئے بار بار کروایا جائے۔

جس طرح ایک جانور کو سدھارنے کے لیے ایک ہی عمل بار بار اس کے سامنے کیا جاتا ہے۔ پھر اس سے کروایا جاتا ہے۔یوں وہ جانور ایک کام کو سیکھ کر کرنے لگتا ہے۔لیکن انسان کا معاملہ جانوروں سے مختلف ہے۔اسی طرح کی تربیت چند تا مساعد حالات میں ناکافی ثابت ہوتی ہے۔ اور انسان اپنی اس خاص تربیت سے ہٹ جاتا ہے۔ اس امر کو تربیت کا نام دینا بھی غلط ہے ،تربیت کا صحیح منبع وہ ہی ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے۔

"هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ"[13]

بدوں تزکیہ تربیت ممکن نہیں

فلسفہ ہومن ازم میں کسی بھی مافوق الفطرت ہستی کے وجود کو قابل بحث خیال نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا ماڈرن ایجوکیشن سسٹم میں تزکیہ کے تصور کے بغیر ہی تربیت کی کاوش کی جاتی ہے۔یعنی ایک عمل کو بار بار کروایا جائے تو یوں مختلف امور انسان کی عادت میں شامل ہو جاتے ہیں۔اس کو تربیت سے تعبیر کیا گیا۔

تعلیم میں تجربہ کا دائرہ کار:

بلا شبہ انسان کے ادراک اور شعور حاصل کرنے میں تجربہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر کسی معلومات کے معتبر ہونے ہو یا غیر معتبر ہونے کا شریعت کی روشنی میں بھی کہا گیا ہے۔

کسی شے کی حقیقت کے بارے میں جاننے کو اور اس شے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کو ذریعہ کے طور پر شریعت نے معتبر قرار دیا ہے۔ کسی شے کے معتبر ہونے کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہوتا کہ اس کا دائرہ اختیار لامتناہی ہے۔ اور اس کیلئے کوئی ضابطہ کی پابندی نہیں ہے۔قرآن مجید نے بارہا عقل کو تدبر کرنے کی دعوت دی اور شعور انسانی کی بناء پر حاصل کئے گئے نتائج کو سراہا اسی کا دوسرا نام سائنٹفک میتھڈ رکھا جاتا ہے۔توانسانی ذہن کی کاوشوں سے حاصل کی جانے والی معلومات کو سائنس اور اس طریقہ کار کو سائنٹفک میتھڈ کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامی نے حصول علم کیلئے

سائنٹفک میتھڈ کو ایک معتبر ذریعہ کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ جیسے کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔

الحدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلٍ فَرَأَى قَوْمًا يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟، قَالُوا: يَأْخُذُونَ مِنَ الذَّكَرِ فَيَجْعَلُونَهُ فِي الْأُنْثَى، قَالَ: مَا أَظُنُّ ذَلِكَ يُغْنِي شَيْئًا فَبَلَغَهُمْ، فَتَرَكُوهُ فَنَزَلُوا عَنْهَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ الظَّنُّ، إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا فَاصْنَعُوهُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَإِنَّ الظَّنَّ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ وَلَكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ: قَالَ اللَّهُ: فَلَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ[14]

واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ آپ ﷺ کھجور کے باغ کے پاس سے گزرے، تو دیکھا کہ کچھ لوگ نر کھجور کا گا بھالے کی مادہ میں ڈالتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ اس سے فائدہ ہو گا۔ یہ خبر جب صحابہ کو پہنچی تو انہوں نے ایسا کرنا چھو دیا۔ لیکن اس عمل کے ترک کرنے سے ان کے پھل کم آئے۔ یہ بات جب نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا میرا اندازہ تھا اگر اس میں فائدہ ہے تو ایسے کرو میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں گمان کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی صحیح لیکن جو میں تم سے کہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وہ غلط نہیں ہو سکتا) کیونکہ میں اللہ پر ہرگز جھوٹ نہیں بولوں گا۔

اس حدیث میں آپ ﷺ کی طرف یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں۔

مسلم شریف میں بھی یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ وہ بھی تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ہے مگر قدرے وضاحت ہو جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قالَ: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" [15]

"تم دنیاوی معاملات میں زیادہ بہتر جانتے ہو"

صحابہ کا ایک تجرباتی عمل تھا جس کے نتائج کا بارہا مشاہدہ کر چکے تھے تو آپ ﷺ نے ان کی دانست اور شعور کو سند عطا کی کہ دنیاوی امور میں کسی تجربے یا مشاہدے کی بنیاد پر تم منصفیت حاصل کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"فقالَ إن كانَ شيئًا من أمرِ دُنْياكم فشأنُكُمْ بهِ وإن كانَ من أمرِ دينِكم فإليَّ" [16]

غور طلب بات یہ ہے کہ امور دنیا سے کیا مراد ہے۔ تاکہ کلی ضابطے کے طور پر اصول بیان کیا جا سکے۔ ہمارے سماجی، معاشرتی، سیاسی معاملات جن کو عرف میں یا ظاہری اعتبار سے دنیاوی امور کہہ دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے تمام امور کے دو پہلو ہوتے ہیں۔

ایک اخلاقی، دوسرا انتظامی۔ اخلاقی پہلو جیسا کہ حصول معاش میں ضابطہ اخلاق کیا ہو گا؟ فرائض و احکام کیا ہوں گے؟ معاشرتی زندگی میں اخلاقی قدریں کیا ہوں گی؟ کس کے حقوق کیا ہیں؟ یہ ساری وہ باتیں ہیں جن کی شریعت اسلامی نے بطورِ دین کہہ کر ہی تعلیم دی ہے۔ ان امور میں حَکَم (فیصلہ کن تھارٹی) خدا اور اس کا رسول ہی ہو گا ان کے علاوہ کسی اور کو حَکَم بنانے پر قرآن نے وعید نازل کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ" [17]

"اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ پورے اور پختہ کافر ہیں"

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" [18]

"اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں"

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ" [19]

"اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی فیصلہ نہ کریں وہ بدکار فاسق ہیں"

ان آیات سے ظاہر ہے کہ ہمارے معاشرتی اور سماجی معاملات ہماری شریعت اور دین ہی کا حصہ ہیں لہٰذا ان امور کے متعلق اخلاقیات ،بنیادی احکام و مسائل اور حقوق کا تعین شریعت کرے گی۔ان علوم کا یہ حصہ وحی الٰہی سے سیکھنا لازمی اور ضروری ہے۔

دوسرا پہلو انتظامی نوعیت کا ہے۔ حصول معاش کیلئے کون سی فصل کس موسم میں اگانی بہتر ہے یا اناج کو محفوظ کرنے کا طریقہ کون سا بہتر ہے۔ تمام اجتماعی، معاشرتی، معاشی و سیاسی امور میں انتظامی نوعیت کے کاموں میں شعور انسانی سے کام لینے کی ترغیب دی گئی ہے۔

لہٰذا تمام مادی اور حسی علوم اور معاشرتی و سماجی علوم میں ان علوم کا انتظامی پہلو تجربہ و عقل کی بنیاد پر حل کیا جائے گا اسی بنیاد پر مزید آگے پڑھیں گے۔مادی اور حسی علوم کو بیسک سائنسز سے تعبیر کیا جاتا ہے اور سماجی اور معاشرتی علوم کو سوشل سائنسیز یا ہیومنٹیز سے تعبیر کیا جاتا ہے

درج ذیل دیے گئے ٹیبل سے علوم کی تقسیم بلحاظ معتبر ذریعہ علم کے شناخت کروائی گئی ہے۔

<table dir="rtl">
<tr><th colspan="5">عصر حاضر میں مروجہ علوم</th></tr>
<tr><th colspan="2">بیسک سائنسز</th><th colspan="3">سوشل سائنسز</th></tr>
<tr><td>فزکس</td><td rowspan="7">تمام امور
کو عقل اور تجربہ کی بنیاد پر حل کیا جائے گا۔صرف حصول علم کا تناظر اسلامی ہوگا۔</td><td>معاشیات</td><td rowspan="7">انتظامی امور
کو عقل اور تجربہ کی بنیاد پر حل کیا جائے گا۔</td><td rowspan="7">اخلاقی امور
اخلاقی امور کو وحی کی بنیاد پر حل کیا جائے گا۔</td></tr>
<tr><td>جغرافیہ</td><td>سیاسیات</td></tr>
<tr><td>کیمسٹری</td><td>قانون</td></tr>
<tr><td>بیالوجی</td><td>زبان وادب</td></tr>
<tr><td>ریاضی</td><td>تاریخ</td></tr>
<tr><td>کمپیوٹر</td><td>صحافت</td></tr>
<tr><td></td><td>ہیومن بہیویر</td></tr>
</table>

ماڈرن ایجوکیشن میں بھی تجربہ اور شعور انسانی کو معتبر قرار دیا گیا ہے۔اس معتبر قرار دینے کی حقیقت میں بہت فرق ہے۔لہٰذا ماڈرن ایجوکیشن کے بانی کے طور پر جان ڈیوی شریحات کی روشنی میں تجربہ و شعور انسانی کو بطور ماخذ علمی کے واضح کرتے ہیں۔ حصول علم میں تجربہ و شعور انسانی کیلئے کسی بھی قسم کی تحدید کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ جملہ علوم بیسک سائنسز ہوں کہ سوشل سائنسیز یا ہیومنٹیز کے ہوں ان کو تجربہ اور شعور انسانی کی مدد سے ہی حل کیا جائے گا۔

بلکہ مستند معلومات ہی صرف اس کو خیال کیا جاتا ہے جو انسانی ذہن کی کاوشوں کے نتیجے میں حاصل ہوئی ہوں , دیگر وہ معلومات جو انسانی ذہن کی کاوشوں کے نتیجے میں انسان نے حاصل نہیں کیں ہوئی بلکہ انسان نے اسے کسی خارجی ذریعہ علم سے حاصل کیا ہو تو اس کو منافی عقل اور خلاف شعور گردانا جاتا ہے[20]۔

کل حقیقت جو کئی ساری اکائیوں سے مل کر بنتی ہے۔ان پر تجربہ ممکن ہی نہیں۔یہ امر انسانی عقل اور تجربہ کی حدود میں آ ہی نہیں سکتا۔اخلاقی معاملات میں حقیقت اور صحت ادراک کی بنیاد شریعت نے الہامی تعلیم پر رکھی ہے۔جس طرح یہ بات شرعاً درست ہے۔عقلا بھی صرف یہی درست ہے۔

ماڈرن ایجوکیشن میں تجربہ کی تحدید کا تصور نہیں ہے بلکہ تمام علوم کو اسی بنیاد پر آگے بڑھایا جائے گا۔یہ ایک بنیادی فرق ہے ماڈرن ایجوکیشن اور فکرِ اسلامی سے ماخوذ نظام تعلیم کا۔باقی بہت سی چیزیں اس بنیاد کے مظاہر ہو سکتی ہیں۔عرصہ دراز سے علمائے امت اور مخلصین دین کی کوشش رہی ہے کہ دینی اور عصری علوم کو یکجا کیا جائے اس کے لئے کئی عملی اقدامات بھی کئے گئے مگر اس کے نتائج زیادہ سیرت کن نہ نکل سکے اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلامی معاشروں کی درسگاہیں اس وقت تک اسلامی معاشرے کی راہ ہموار نہ کر سکیں گیں اور نہ ہی امت مسلمہ کو ذہنی اور فکری غلامی سے آزاد کروا سکتی ہیں جب تک کہ تعلیم کی بنیادوں کو درست نہ کیا جائے گا کیوں کہ بیج کا اثر درخت کے ہر شاخ، پھول اور پھل میں ہوتا ہے۔ لہٰذا بنیادی تصورات علم کا مبنی ہونا فکر پر راست ہونا از حد ضروری ہے۔

نتائج البحث:

1. تناظرِ علم در حقیقت علم سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اس کا راست ہونا ضروری ہے۔
2. ماڈرن ایجوکیشن میں طے کیے گئے مقاصدِ علم، تناظرِ علم، ماخذِ علم اور، فلسفہ علم فکر اسلامی سے قدرے مختلف ہے۔
3. حصولِ علم کے مقاصد کے مختلف ہونے سے انسانی شخصیت پر تعلیم کے اثرات مختلف ہوتے ہیں۔لہٰذا مقاصد علم التعلیم اگر وحی الہی کے مطابق نہیں ہیں تو ایسے نظام تعلیم سے اسلامی معاشرے کا قیام ممکن نہیں ہیں
4. نسل نو کو سابقہ علمی ورثہ منتقل کرنے کے لئے انسانی نفسیات شناسی، اور دیگر تعلیمی فنی مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔جو علاقہ، ماحول اور ذہنی صلاحیتوں کے تبدیل ہونے سے تبدیل ہوتی ہے ۔لہٰذا فنی و تعلیمی مہارتوں کے اختیار کرنے میں ماڈرن ایجوکیشنسٹ کے اسالیب سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

سفارشات:

1. ماڈرن ایجوکیشن سسٹم فلسفہ ہیومن ازم پر قائم ہے لہٰذا مسلم معاشروں میں اسلامی تشخص کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ مسلم معاشروں کا نظام تعلیم اسلامی نظریات کے ہم آہنگ ہو اور تناظرِ تعلیم اسلامی ہو۔
2. سائنس مضامین اور سوشل سائنسز میں تدریسی اور فنی اعتبار سے ماڈرن ایجوکیشن سے افادہ کا ضابطہ کار واضح ہو۔
3. ماڈرن ایجوکیشنسٹ جان ڈیوی کے تدریسی اقدام موجود انسانی نفسیات کے ہم آہنگ ہیں ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے مگر سلامی تناظر میں تنقیح انتہائی ضروری ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 *"John Dewey" Hildebrand, David (2018), in Zalta, Edward N. (ed.), The Stanford Encyclopedia of Philosophy (Winter 2018 ed.), Metaphysics Research Lab, Stanford University, retrieved*

2 *Stengel, Barbara. "Dewey's Pragmatic Poet: Reconstructing Jane Addams's Philosophical Impact" Project Muse: 29–39. Retrieve d November 30, 2014*

3 *Ibid*

4 *Ibid*

5 سید محمد تقی، جمہوریت اور تعلیم (جان ڈیوی مترجم)، ناشر: اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ آل پاکستان، کراچی، طبع دوم، ج:1، ص: 24

Sayyed Muḥmmad Taqī, Jamhūriyyat Awar Ta´līm, (Nāshir: Academy of Educational Research All Pakistan, Karachi), Vol:1, P:24

6 ایس ایم شاہد، پاکستان میں تعلیم، ناشر: مجید بک ڈپو اردو بازار، لاہور، ص: 70

S.M. Shāhid, Pakistan Main Ta´līm, (Nāshir: Majīd Book depot Lahore), P:70

7 العلق، الآیۃ: 1

Al ´Alaq, Al Āyah: 1

8 الاسراء، الآیۃ: 36

Al Isrā,, Al Āyah: 36

9 الطبری، ص: 285

Al Ṭibarī, P:285

10 العلق، الآیۃ: 1

Al ´Alaq, Al Āyah: 1

11 جمہوریت اور تعلیم، حصہ اول، ص: 222

Jamhūriyyat Awar Ta´līm, ḤiṣAḥmad Awal, P:222

12 البقرہ، الآیۃ: 1

Al Baqarah, Al Āyah: 1

13 الجمعہ، الآیۃ: 2

Al Jmu´Aḥmad, Al Āyah: 2

14 ابن ماجہ، الرقم: 2470

Ibn Mājah, Ḥadīth No: 2470

15 صحیح مسلم، الرقم: 2363

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No: 2363

16 صحیح ابن ماجہ، الرقم: 2019

Ṣaḥīḥ Ibn Mājah, Ḥadīth No: 2019

17 المائدہ،الآیۃ: 44

Al Mā,idah, Al Āyah: 44

18 المائدہ،الآیۃ: 45

Al Mā,idah, Al Āyah: 45

19 المائدہ،الآیۃ: 47

Al MāuiḌah, Al Āyah: 47

20 جمہوریت اور تعلیم، حصہ اول، ص: 287

Jamhūriyyat Awar Ta´līm, ḤiṣAḥmad Awal, P:287